Lesson 10: Al-A'araaf (Ayaat 188- 206):Day 39

سُوْرَةُ الْأَعْرَاف کی تفسیر

آج کے سبق کے بنیادی موضوع / تھیم درج ذیل ہیں؛

(وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ) لوگ اللہ کی ویسے قدر نہیں کرتے جیسے کرنے کا حق ہے۔اس میں سب سے پہلا اور بڑا گناہ شرک ہے۔اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں شرک کو سمجھنے اور اُس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ سے یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ ہمارے وہ بہن بھائی جو انجانے یا بھولے پن میں شرک کا شکار ہیں، اللہ اُن کو توحید کی سمجھ عطا فرمائے اور شرک سے بچائے۔ آمین

شوہر اور بیوی کا رشتہ سکون کا رشتہ ہے۔

اللہ کی دی ہوئی نعمتیں اور بندہ کب انہیں غیروں کے نام منسوب کرتا ہے اور اُس کی وجہ؛

اخلاق کی بنیادی اقدار۔ نجی زندگی میں کونسے اخلاق اپنائے جائیں کے ہمارے گھروں کے مسائل ختم ہو جائیں۔

ہم دیکھیں گے جو بات سبق کے شروع میں آتی ہیں اُن کے جوابات آخر میں ملتے ہیں۔

ہمارے سبق میں قرآن پاک کی پہلی سجدۂ تلاوت بھی آئے گی۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

کہہ دو میں اپنی ذات کے نفع و نقصان کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی بات جان سکتا تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے تکلیف نہ پہنچتی میں تو محض ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان دار ہیں (۱۸۸)

پچھلے سبق میں ہم نے دیکھا کہ مشرکین اللہ کے نبیؐ سے آکر پوچھتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟

اللہ کے نبیؐ بہت خوبصورت انداز سے اُن کو جواب دیتے ہیں کہ اللہ نے اس کا علم کسی کو نہیں دیا۔

بعض لوگ محبت یا عقیدت کا اظہار کرنے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ حروفِ مقطعات صرف اللہ اور نبیؐ کے درمیان راز ہے۔ لیکن سچ بات یہ ہے کہ اُن کا راز صرف اللہ کو معلوم ہے۔ بعض باتوں کا علم اللہ کے نبیؐ کے پاس بھی نہیں تھا۔

صحیح حدیث کا خلاصہ ہے کہ اللہ کے نبیؐ نے خود فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حروفِ مقطعات کا علم نبی ﷺ کو نہیں دیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا الف کی دس نیکیاں، لام کی دس نیکیاں یعنی ہر حرف کی دس نیکیاں ہیں۔

سیرتِ رسولؐ میں کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ اللہ کے نبیؐ کو کئی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ اُن کو حقیقتِ غیب کا علم نہ تھا۔ اس کی ایک مثال عائشہؓ پر لگنے والی تہمت تھی۔ پورا ایک مہینہ وہ پریشانی میں رہے۔ اگر اُن کو غیب کو علم ہوتا تو معلوم ہو جاتا کہ وہ سچی اور پاکیزہ ہیں۔

اس لئے وہ فرمارہے ہیں کہ مجھے اگر غیب کی اطلاع ہوتی تو میں اپنے لیے بہت سی بھلائیاں سمیٹ لیتا۔ پھر تو وہ ساری جنگیں بھی جیت لیتے۔ غزوۂ اُحد میں ستّر صحابہ کرامؓ کیوں شہید ہوتے۔

کیا آپؐ زہر بھرا کھانا کھالیتے؟ کیا آپ یہود کی چال میں آتے؟

حَفِيٌّ : پیچھے پڑ کر سوال کرنے یا تحقیق کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ پیچھے پڑھا تھا۔

اللہ کے نبیؐ فرماتے ہیں کہ مجھے غیب کا علم حاصل کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

یہاں سے توحید کا سبق شروع ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے عقیدے کا بڑا اور بنیادی حصّہ ہے۔ جب توحید کا عقیدہ مضبوط ہوتا ہے تو انسان کسی طرح بھی شرک نہیں کرتا۔

ہم نے پچھلی قوموں کے قصّے بھی پڑھے۔ سب قوموں کی اخلاقی حالت اس لئے اتنی خراب تھی کہ وہ شرک کرتے تھے۔ اُن پر عذاب آنے کی بڑی وجہ یہی تھی کہ وہ شرک کرتے تھے۔

اللہ کے نبیؐ کو اگر غیب کی خبر ہوتی تو کیا وہ اتنی غربی میں زندگی گزارتے۔ وہ اپنے لئے نفع کے سودے کرتے۔

دوسرا آپ اس سے یہ بھی دیکھیں کہ اگر کسی نجومی کو غیب کا یا مستقبل کا علم ہے تو وہ اپنے لئے نفع کے سودے کیوں نہیں کر لیتے۔ یا کچھ عرصہ پہلے ایک ملائشین ہوائی جہاز دنیا سے مسافروں اور عملے سمیت غائب ہو گیا تھا۔ پھر ایسے نجومی اور دعوے کرنے والے اُس کو کیوں نہیں ڈھونڈ سکے؟

ہمیں تو اپنے گھر والوں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ ہم نے اپنا عقیدہ درست اور مضبوط رکھنا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کو غیب کو علم ہے اور کسی کو نہیں۔

'اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِیۡرٌ وَّبَشِیۡرٌ' اللہ کے نبیؐ اپنے آپ کو نذیر اور بشیر کہہ رہے ہیں۔ وہ اپنی نبوت کا مقصد بھی بتارہے ہیں کہ وہ لوگوں کو برائے کاموں سے منع کرتے تھے اور نیکی اور خیر کا حکم دیتے تھے۔ لوگوں کو نیکی کا کام کرتے دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔

اس سے ہمیں یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اللہ کے نبیؐ کا صحیح مقام پہچانیں۔

پھر یہاں فرمایا گیا کہ 'لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ'؛ تو کیا اللہ کے نبیؐ صرف ایمان والوں کے لئے نذیر اور بشیر تھے؟ نہیں! وہ سب کے لئے نذیر اور بشیر تھے لیکن فائدہ صرف ایمان والے ہی اُٹھاتے ہیں۔

یہ زندگی امتحان کی زندگی ہے۔ دُکھ سُکھ تو آئیں گے۔ چاہے کوئی نبیؑ ہو یا ولی اللہ، تو اصل بات یہ ہے کہ آپ ایمان پر استقامت دکھائیں۔ مضبوطی سے جمے رہیں۔

سیرتِ رسول ﷺ پر اُستاذہ عفت مقبول صاحبہ کے لیکچرز نورالقران ویب سائٹ پر موجود ہیں۔

دُرِّ یتیم اور Desert Rose ۔

آپ سُن لیں آپ کو فائدہ ہو گا کہ اللہ کے نبیؐ پر بے شمار مصیبتیں اور مشکلات آئیں۔ بچپن سے ہی پہلے والد نہیں تھے پھر والدہ بھی اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ پھر دادا جان ساتھ چھوڑ گئے اور چچا نے پالا۔ غریبی میں زندگی گزاری اور اپنے سے پندرہ سالہ بڑی بچوں والی عورت سے نکاح ہوُا۔

بیٹا کوئی نہیں بچا۔ بیٹیاں تین آپ کی زندگی میں ہی وفات پا گئیں۔

پھر نبوّت کے دَور میں جو کچھ آپؐ کو برداشت کرنا پڑا وہ ایک الگ کہانی ہے۔ آپ کی ساری زندگی ایک مشن میں گزری۔ کونسا غم یا دُکھ ہے جو آپؐ پر نہیں آیا۔ آپ نے اللہ کے بھروسے پر زندگی گزاری۔

اگلی آیت میں شرک کا بھی ذِکر ہے اور میاں بیوی کے تعلق کی بات بھی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٨٩﴾

وہ وہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑ بنایا تاکہ اس سے آرام پائے پھر جب میاں نے بیوی سے ہم بستری کی تو اس کو ہلکا سا حمل رہ گیا پھر اسے لیے پھرتی رہی پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تب دونوں میاں بیوی نے اللہ سے جو ان کا مالک ہے دعا کی اگر آپ نے ہمیں صحیح سالم اولاد دے دی تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے (١٨٩)

آدمؑ اور اُن کی بیوی کا ذِکر ہے اور اُس کے بعد ہر میاں بیوی کا۔

اسلام سکون دیتا ہے۔ آج مغربی ملک اسی سکون کو پانے کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے۔ کبھی منشیات کا سہارا لیتے ہیں اور کبھی عارضی طور پر شراب پیتے ہیں۔ کبھی باہر وقت گزارتے ہیں۔ کبھی خریداری کر کے اور کبھی کلبوں میں جاکر۔ لیکن سکون کہاں ملے گا؟

اپنے گھروں میں۔ میاں بیوی کا رشتہ انسان کو سکون دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بیوی کے پاس رکھ دیا۔ مرد کو صرف اپنی بیوی کے پاس آکر ہی سکون ملے گا۔ (اللہ تعالیٰ کا شُکر ادا کرتے ہیں)۔

سکون اصل میں جنت کی چیز ہے لیکن قرآن کی رُو سے وہ دو طرح سے دنیا میں بھی مل سکتا ہے۔ ایک تو یہی آیت کہ میاں بیوی سے سکون پاتا ہے۔ جیسے چیزیں بنتی کہیں اور ہیں لیکن پھر وہ ایکسپورٹ ہو کئی دوسری جگہوں پر بھی مل جاتی ہیں۔

سورۃ رُوم آیت 21: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لیے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ ان کے پاس چین سے رہو اور تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں (۲۱)

۔۔۔۔أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (الرعد: 28)

تو سکون انسان کو گھریلو زندگی میں اور اللہ کے ذِکر میں ہی ملے گا۔

حدیثِ رسولؐ کا خلاصہ: جس نے نکاح کیا اُس نے اپنا آدھا ایمان مکمل کر لیا۔

آدھا کیسے؟ مرد کی زندگی کا آدھا حصّہ معاشرتی طور پر دوسرے لوگوں سے جُڑا ہوتا ہے۔

باقی آدھی زندگی اُس کی عبادات ہیں۔ جن کا تعلق رَبّ سے ہے۔

جس کے پاس یہ دو چیزیں آگئیں اُس کو اور کچھ کیا چاہیئے؟

ایک نبیؐ کی حدیث کا خلاصہ ہے کہ ایک آدمی آپؐ کے پاس آیا اور غریبی کی شکایت کی۔ آپؐ نے پوچھا کیا تم شادی شدہ ہو؟ اُس نے کہا جی ہاں بہت اچھی بیوی ہے۔ گھر بھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تمہارے پاس شکر کرنے والا دِل اور ذِکر کرنے والی زبان ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں۔ الحمدُللہ۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایسا بندہ تو بادشاہ ہے۔ جس کے پاس نیک بیوی ہو اور شکر کرنے والا دل اور ذِکر سے تر رہنے والی زبان ہو۔

آج ہمارا رویہ کیسا ہے؟ کیا ہم شکوے شکایات تو نہیں کرتے رہتے؟ اپنا جائزہ لیں۔

ہم میں سے کچھ لوگ اسی دنیا کو جنت بنانا چاہتے ہیں۔

پھر یہ یاد رکھیں کہ ایک مرد کو سکون صرف اپنی بیوی سے ملے گا۔ کسی گرل فرینڈ یا سیکرٹری سے نہیں۔ اور بیوی مرد کو سکون تب دے سکے گی جب وہ خود سکون سے ہو گی۔ عورت ماں، بہن، بیٹی، بیوی اور بہن کے رُوپ میں ہر انسان کو خوشی دینے والی اور اُس کو سکون دینے والی ہستی ہے۔

عورت اللہ کا شاہکار ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں اللہ نے عورت بنایا۔

ہم اپنی زندگی کا حُسن نہیں سمجھے۔ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کا لباس ہیں۔ تو ہم اپنے مردوں کے لئے کیسا لباس ہیں؟ اکڑی ہوئی؟ چبھنے والی؟ یا آرام دینے والی؟ سردی گرمی سے بچانے والی؟ خیال رکھنے والی؟ خوبصورتی سے تعلق نبھانے والی۔

اس رشتے کی خوبی یہ ہے کہ میاں بیوی دُنیا کا پہلا رشتہ ہے۔ شوہر بیوی کا رشتہ جنت سے اس دنیا میں آیا ہے۔ شادی کو آسان کریں۔ بچوں کے نکاح کریں۔

جب آپ محبت دیں گے تو محبت واپس ملتی ہے۔

مرد اور عورت کے رشتے میں برداشت کریں۔ مقابلہ بازی نہ کریں۔ مرد کو اللہ تعالیٰ نے حاکم بنایا ہے۔ عورت برابری کی توقع نہ کرے۔ اپنی اپنی ذمّہ داریاں پوری کرے۔ فطری نظام یہ ہے کہ عورت گھریلو ذمہ داری سنبھالیں۔ مرد باہر کی زمہ داریاں سنبھالیں۔

آپ اپنی جگہ پر رہیں۔ حلال و حرام کا خیال رکھیں۔ دیندار عورت کا مطلب بیوقوف عورت نہیں ہے۔ اپنے حقوق و فرائض کا خیال رکھیں۔ اپنے اندر نرمی رکھیں لیکن ہر گناہ یا غلط بات کو برداشت نہ کریں۔ حکمت سے بات کریں۔ جھگڑے سے بچیں۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٨٩﴾

۔۔۔ پھر جب میاں نے بیوی سے ہم بستری کی تو اس کو ہلکا سا حمل رہ گیا پھر اسے لیے پھرتی رہی پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تب دونوں میاں بیوی نے اللہ سے جو ان کا مالک ہے دعا کی اگر آپ نے ہمیں صحیح سالم اولاد دے دی تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔

تَغَشّٰىهَا : ڈھانپ لینا۔یعنی کنایہ استعمال کیا گیا ہے میاں بیوی کے تعلق کے لئے۔

حمل۔یعنی بوجھ۔ دو الفاظ ہیں۔ حَمل۔ خوشگوار بوجھ۔ آگے کی طرف جھکتا ہے۔ جیسے عورت کو حمل ہو یا درخت پر پھل لگے اور وہ بھی آگے کی طرف جھکے۔

حِمل: وہ بوجھ جو کمر پر ہو۔ ناگوار بوجھ اُٹھایا۔

خَفِيْفًا : یعنی نطفے سے علقہ تک۔ شروع میں عورت کو خود پتا نہیں ہوتا کہ وہ حاملہ ہے۔

چلتی پھرتی ہے۔یعنی حاملہ ہو کر بیٹھنا نہیں چاہیئے۔

دَّعَوَا: یعنی دونوں پکارتے ہیں۔ تثنیہ کا صیغہ ہے۔

خاص طور پر پہلے بچے کی دفعہ والدین بہت دعا کرتے ہیں۔

صَالِحًا: اس سے مراد دو طرح سے صالح کہ جسمانی طور پر صحت مند ہو۔کوئی نقص نہ ہو۔اور طبعیت کا صالح ہو کہ نیک فطرت ہو۔

جب تک بچہ نہیں ہوُا تو دعا اللہ سے کرتے ہیں۔ لیکن جو نہی بچہ ہو جاتا ہے تو پھر دوسروں کے نام لیتے ہیں۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾

پھر جب اللہ نے انکو صحیح سالم اولاد دی تو اللہ کی دی ہوئی چیزوں میں وہ دونوں اللہ کا شریک بنانے لگے سو اللہ ان کے شرک سے پاک ہے(۱۹۰)

پھر نام رکھتے ہیں مشرکانہ۔ جیسے پیراں دِتّا، غلام بخش، کنیز فاطمہ۔

پھر لوگ اس طرح کی رسمیں کرتے ہیں جیسے گود بھرائی اور Baby shower۔

آج چھوٹے بچے کھلم کھلا ایسی باتیں کرتے ہیں۔بچوں کو سب کچھ بتادیا جاتا ہے جس سے بچوں کی معصومیت نہیں رہتی۔یہ بات فطرت کے خلاف ہے۔

اللہ کے نبیؑ کے دَور میں پیدا ہونے والے بچے کو لوگ بتوں کے پاس لے جایا کرتے ہیں۔ آج کئی لوگ درگاہوں پر لے کر جاتے ہیں۔

سورۃ نحل آیت 20: اور جنہیں اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں (۲۰)

سورۃ حج آیت 73: اے لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ سب اس کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے تو اسے مکھی سے چھڑا نہیں سکتے عابد اور معبود دونوں ہی عاجز ہیں (۷۳)

شرک بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ ہم سب کو اس سے بچائے۔

اَیُشۡرِکُوۡنَ مَا لَا یَخۡلُقُ شَیۡـًٔا وَّ ہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ ﴿۱۹۱﴾ وَ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ لَہُمۡ نَصۡرًا وَّ لَاۤ اَنۡفُسَہُمۡ یَنۡصُرُوۡنَ ﴿۱۹۲﴾ کیا ایسوں کو شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی نہیں بنا سکتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں (۱۹۱) اور نہ وہ ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں (۱۹۲)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم فلاں پیر کے پاس گئے یا فلاں دربار یا درگاہ یا قبر پر گئے اس لئے اُن کی وجہ سے اولاد ہوئی۔ یعنی قبر والے تو کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ یہی سوال لوگوں کے سامنے رکھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ تو خود اللہ سے مدد کے طلب گار ہیں وہ دوسرے لوگوں کی خواہشات کیسے پوری کر سکتے ہیں؟ لوگوں نے نیک لوگوں کو شریک بنا لیا اور کچھ نے تعویز دینے والوں کو شریک بنا لیا۔

یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ: ط و ع۔ وہ کوئی طاقت نہیں رکھتے۔

جب ہم خود سو جاتے ہیں۔ تو ہمیں اپنے آس پاس کی خبر نہیں ہوتی۔ اگر کوئی وفات پا گیا ہو اور لوگ اُس کے پاس جا کر کہیں۔ بیٹا دے دو یا بیٹی دے دو، تو کیا وہ کچھ کر سکتے ہیں؟ شرک انسان کی عقل مار دیتا ہے۔

وَاِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَى الۡهُدٰى لَا يَتَّبِعُوۡكُمۡ‌ؕ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ اَدَعَوۡتُمُوۡهُمۡ اَمۡ اَنۡتُمۡ صٰمِتُوۡنَ ﴿۱۹۳﴾

اور اگر تم انہیں راستہ کی طرف بلاؤ تو تمہاری تابعداری نہ کریں برابر ہے کہ تم انہیں پکارو یا چپکے رہو (۱۹۳)

الۡهُدٰى: رہنمائی۔ وہ تو کچھ مدد نہیں کر سکتے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہے کہ شرک کی وجہ سے ان لوگوں کی مت ماری گئی ہے اگر آپ ان کو ہدایت اور توحید کی طرف بلائیں تو ان کو یہ بات سمجھ ہی نہیں آتی۔

مکہ کے مشرکین بت بنا کر اُن کو پوجتے ہیں۔

آج کے مسلمان قبر والوں کو پکارتے ہیں۔ تو پکارتے رہو چاہے چپکے سے یا اونچی آواز سے۔ وہ تمہاری بات ہی نہیں سنتے۔ کبھی قبر میں سے جواب ہی نہیں آیا۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمۡثَالُكُمۡ‌ فَادۡعُوۡهُمۡ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لَـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۹۴﴾

بے شک جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہیں پھر انہیں پکار کر دیکھو پھر چاہے کہ وہ تمہاری پکار کو قبول کریں اگر تم سچے ہو (۱۹۴)

پکارتے رہو۔ وہ تمہاری بات کا جواب ہی نہیں دینگے۔ بلکہ نیک لوگوں کو تو غصّہ آئے گا۔ وہ قیامت کے دِن اللہ سے کہیں گے یا اللہ اِن کو ہم سے دُور کر دو ہمارا اِن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اگر تم سچے ہو تو وہ تمہاری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے؟

سورۃ یونس آیت 29: سو اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے کہ ہمیں تمہاری عبادت کی خبر ہی نہ تھی (۲۹)

اگلی آیت انسان کے شعور کو جگانے والی ہے؛

اَلَهُمۡ اَرۡجُلٌ يَّمۡشُوۡنَ بِهَآ اَمۡ لَهُمۡ اَيۡدٍ يَّبۡطِشُوۡنَ بِهَآ اَمۡ لَهُمۡ اَعۡيُنٌ يُّبۡصِرُوۡنَ بِهَآ اَمۡ لَهُمۡ اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ
بِهَا ؕ قُلِ ادۡعُوۡا شُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ كِيۡدُوۡنِ فَلَا تُنۡظِرُوۡنِ ﴿۱۹۵﴾

کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنیں کہ تو اپنے شریکوں کو پکارو پھر میری برائی کی تدبیر کرو پھر مجھے ذرا مہلت نہ دو (۱۹۵)

بتاؤ تو کبھی انہوں نے تمہاری فریادرسی کی ہے؟ یا کبھی تمہاری دعا کا جواب دیا ہے؟ حقیقت میں ان سے افضل و اعلیٰ تو تم خود ہو۔ تم سنتے، دیکھتے، چلتے پھرتے، بولتے چالتے ہو، یہ تو اتنا بھی نہیں کر سکتے۔

پھر آگے نبیؐ سے فرمایا جا رہا کہ ان سے کہو کوشش کر کے دیکھ لیں۔ اس کا معنی یہ ہرگز نہیں اچھا مدد مانگا کرو ان سے۔ آیت کا صحیح معنی سمجھیں۔ یہاں صرف چیلنج کی طور پر کہا جا رہا ہے۔ کہ اچھا! تم ان سے میرا کچھ بگاڑنے کی درخواست کرو، میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر ان سے ہو سکے تو بلا تامل اپنی پوری طاقت سے جو میرا بگاڑ سکتے ہوں، بگاڑ لیں۔

سورۃ ھود آیت 54:۔۔۔کہا بے شک میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جنہیں تم اللہ کے سوا شریک کرتے ہو (54)

سورۃ الانعام آیت 78: یعنی جن کو تم پکارتے ہو میرا اُن سے کوئی تعلق نہیں۔

خلیل اللہ علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا تھا کہ تم اور تمہارے بزرگ جن کی تم پرستش کرتے ہو، میں ان سب کا دشمن ہوں اور وہ مجھ سے دور ہیں۔ سوائے اس رب العالمین کے، جس نے مجھے پیدا کیا، وہی میری رہبری کی۔ آپ نے اپنے والد اور قوم سے بھی یہی فرمایا کہ؛

(43-الزخرف:26-28) ''میں تمہارے معبودان باطل سے بری اور بیزار ہوں، سوائے اس سچے معبود کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے، وہی میری رہبری کرے گا۔ ہم نے اسی کلمے کو اس کی نسل میں ہمیشہ کے لئے باقی رکھ دیا تاکہ لوگ اپنے باطل خیالات سے ہٹ جائیں۔''

پہلے تو غائبانہ فرمایا تھا، پھر اور تاکید کے طور پر خطاب کر کے فرمایا ہے کہ جن جن کو اللہ کے سوا تم پکارتے ہو، وہ تمہاری امداد نہیں کر سکتے اور نہ وہ خود اپنا ہی کوئی نفع کر سکتے ہیں۔ یہ تو سن ہی نہیں سکتے، تجھے تو یہ آنکھوں والے دکھائی دیتے ہیں، لیکن دراصل ان کی آنکھیں ہی نہیں کہ کسی کو دیکھ سکیں۔

اِنَّ وَلِيِّ‍َۧ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ بے شک میرا حمایتی اللہ ہے جس نے کتاب نازل فرمائی اور وہ نیکوکاروں کی حمایت کرتا ہے (۱۹۶)

میرا اولی تو صرف اللہ ہے۔ سارا معاشرہ جو مرضی کرتا رہے۔ میں تو صرف اللہ کو اپنا رَبّ مانتا ہوں۔

سنو! میں تو اللہ کو اپنا حمایتی اور مددگار سمجھتا ہوں، وہی میرا بچانے والا ہے اور وہ مجھے کافی ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے، اسی سے میرا لگاؤ ہے۔

البقرہ آیت 257: اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں انہیں روشنی سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے) ۲۵۷(

اس کتاب کے نزول کا مقصد توحید ہی ہے۔

اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔ ایک بندہ جتنا زیادہ اللہ سے جُڑے گا۔ اُتنا ہی اللہ اُس کی مدد کرے گا۔

شرک سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ قرآن سے جُڑ جائیں۔ یہ آپ کو اللہ سے جوڑے رکھے گا۔

قران کا بنیادی موضوع توحید ہی ہے۔